امتیاز علی تاج

سالِ ولادت: ۱۹۰۰ء	سالِ وفات: ۱۹۷۰ء

امتیاز علی تاج لاہور کے علمی وادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولوی ممتاز علی دیوبند سے نقل مکانی کر کے لاہور میں آباد ہوئے تھے۔ وہ عربی، فارسی اور اردو کے بہت بڑے عالم اور برصغیر میں جدید صحافت کے بانیوں میں سے تھے۔ ان کی والدہ محمدی بیگم بھی متعدد کتابوں کی مصنفہ تھیں۔ گویا امتیاز علی تاج کو ماں اور باپ دونوں طرف سے علمی وادبی ماحول اور صحافیانہ مزاج ملا۔ بعد میں جس خاتون حجاب امتیاز علی تاج سے ان کی شادی ہوئی وہ بھی متعدد کتابوں کی مصنفہ تھیں۔

انھوں نے سنٹرل ماڈل سکول لاہور سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا اور تعلیمی سلسلہ مکمل کرنے کے بعد اپنا آبائی پیشہ صحافت اپنا لیا۔ وہ بہت سے رسالوں کے مدیر تھے جن میں بچوں کا رسالہ ''پھول''، خواتین کا رسالہ ''تہذیبِ نسواں'' اور ''کہکشاں'' نمایاں طور پر قابل ذکر ہیں۔

امتیاز علی تاج نے اپنی زندگی میں علم وادب کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ ادب میں صحافت کے علاوہ انھوں نے ''فن ڈراما نگاری'' کی طرف توجہ دی۔ کالج کے زمانے ہی سے انھیں ڈرامے سے گہری دلچسپی تھی اور آخر دم تک وہ اسی کے فروغ کے لیے کوشاں رہے۔

امتیاز علی تاج نے بہت سے شاہکار ڈرامے لکھے۔ انھوں نے ایک ایکٹ کے اور ریڈیائی ڈرامے بھی لکھے۔ ''چچا چھکن'' ان کے مزاحیہ مضامین کے مجموعے کا نام ہے جو کتابی صورت میں چھپ چکا ہے۔ انھوں نے مزاحیہ اردو ادب کے لیے چچا چھکن کا مشہور کردار تخلیق کیا۔ یہ ان کا شاہکار کردار ہے جو ہمارے معاشرے کے ایک خاص طبقے کا نمائندہ ہے جو خالص امتیاز علی تاج کی تخلیق ہے۔ یہ ''سرشار'' کے ''خوجی'' اور ''سجاد حسین'' کے ''حاجی بغلول'' کے بعد مشہور ترین مزاحیہ کردار ہے۔

اس کے علاوہ انھوں نے ریڈیو کے لیے بھی بہت سے ڈرامے لکھے۔ ان ریڈیائی ڈراموں میں ''قرطبہ کا قاضی''، ''آرام وسکون''، ''اصفہان کے شاعر''، ''ورجینا''، ''شیخ برادران'' اور ''کمرہ نمبر پانچ'' وغیرہ شامل ہیں۔

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں تمام لسانی خوبیاں موجود ہیں۔ ان کی تحریر سادہ اور بے تکلف ہے۔ وہ الفاظ کا استعمال بڑے سلیقے سے کرتے ہیں اور معمولی الفاظ کو بھی اتنی خوش اسلوبی سے استعمال کرتے ہیں کہ وہ قاری کے ذہن پر گہرا اثر مرتب کرتے ہیں۔ اُن کے ڈراموں کی زبان سلیس اور رواں ہے۔

امتیاز علی تاج کرداروں کی تخلیق میں بڑی فنی مہارت کا ثبوت دیتے ہیں۔ وہ اپنے کرداروں کو نفسیاتی تجزیے کے ساتھ آگے بڑھاتے ہیں۔ وہ محض کٹھ پتلی نہیں ہوتے بلکہ جاندار، زندہ اور متحرک ہوتے ہیں۔

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں چستی، برجستگی اور بے ساختگی ملتی ہے۔ کسی ڈرامے کی کامیابی کا دارومدار اس کے مکالموں پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مکالمہ نگاری کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ ان کے ہاں جذبات نگاری کی ایسی حسین مثالیں ملتی ہیں جو اردو کے ڈرامائی ادب میں بہت کم دستیاب ہیں۔

''قلعہ لاہور کا ایک ایوان'' تاج کے سب سے مشہور اور طویل ڈرامے ''انارکلی'' کا اقتباس ہے۔ اس میں مغلیہ خاندان کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ اسے نیم تاریخی المیہ کہا جا سکتا ہے۔ تاج نے اس میں رومانوی افسانویت کو مغل عظمت وجبروت کے پسِ منظر میں پیش کر کے اتنا حسین بنا دیا ہے کہ مغلیہ عہد کی تہذیب وثقافت کی جیتی جاگتی تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہے۔ اس کا شمار اردو زبان کے بہترین ڈراموں میں ہوتا ہے۔

قلعہ لاہور کا ایک ایوان

(قلعہ لاہور میں سفید پتھر سے بنا ہوا ایک بلند مگر نہایت سادہ اور دل کش ایوان جسے دیکھنے سے دماغ پر ایک فرحت افزا خاموشی اور خنکی کا سا اثر ہوتا ہے۔ اکبر ایک مسند پر آنکھیں بند کیے اور پیشانی پر ہاتھ الٹا رکھے چپ چاپ لیٹا ہے۔ معلوم ہوتا ہے سخت ذہنی محنت کے بعد اس کا دماغ تھک گیا ہے اور وہ اب بالکل خالی الذہن ہو کر اپنے مضمحل اعصاب کو آرام پہنچانا چاہتا ہے۔ مہارانی پاس بیٹھی ہے۔ سامنے کنیزیں رقص کر رہی ہیں۔ مہارانی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے کچھ سوچ رہی ہے۔ اکبر ایک دو مرتبہ آنکھیں کھول کر یوں کنیزوں کی طرف دیکھتا ہے گویا ان کا رقص اسے تکلیف پہنچا رہا ہے۔ آخر ہاتھ اٹھاتا ہے اور کنیزیں جہاں ہیں وہیں ساکت ہو جاتی ہیں۔)

مہارانی: (خاموشی سے چونک کر اکبر کو دیکھتی ہے) مہاراج؟

اکبر: (منہ موڑتے ہوئے، کنیزوں سے) جاؤ۔

(کنیزیں رخصت ہو جاتی ہیں)

مہارانی: کیوں مہابلی؟

اکبر: (آنکھیں بند کیے ہوئے) راحت نہیں۔ ان کے رقص کے قدم میرے تھکے ہوئے دماغ کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔

مہارانی: پھر اتنی محنت کیوں کیا کرتے ہیں مہاراج؟

اکبر: (آنکھیں کھول کر چپ چاپ پڑا کچھ دیر سامنے تکتا رہتا ہے۔ اور پھر سکون سے) شہنشاہ ہوں رانی!

مہارانی: ....اور پھر بھی؟

اکبر: (پُرمعنی انداز میں؟) کس کا قیاس جرأت کر سکتا ہے، کیا چاہتا ہوں۔

مہارانی: سیوک جو موجود ہیں۔

اکبر: (طنز کے خفیف تبسم سے) بیسوکوں نے کتنے بادشاہوں کو اکبرِ اعظم بنا دیا؟

مہارانی: [1] نورتن اتنے بے حقیقت ہیں؟

اکبر: (سکون سے) اگر ان کو اکبر کے خواب ہدایت نہ دیں۔

مہارانی: خواب!

اکبر: (خواب ناک نظروں سے سامنے کہیں دُور تکتے ہوئے) میری فوجیں، میری سیاست، میرے نورتن، سب میرے خوابوں کے پیچھے آوارہ ہیں۔ کون میری طرح ناممکن کے خواب دیکھ سکتا ہے؟ کون میری طرح اپنے خوابوں کو حقیقت سمجھ سکتا ہے..........

مہارانی: آپ کی عظمت؟

اکبر: اور ابھی تک .... ہندوستان ایک مسکین کتے کی طرح میرے تلوے چاٹ رہا ہے۔ مگر ابھی تک میری زندگی کا سب سے میری عظمت میرے خواب ہیں رانی!

۱۔ شیخ مبارک، ابوالفضل، فیضی، عبدالرحیم خانِ خاناں، راجا مان سنگھ، راجا ٹوڈرل، حکیم ابوالفتح گیلانی، حکیم ہمام اور مرزا عبدالعزیز کوکلتاش

بڑا خواب ان دیکھا پڑا ہے اور میں اسے جنم دینے کا عزم اپنے میں نہیں پاتا۔

مہارانی: خواب کا جنم؟ کیا کہہ رہے ہیں مہابلی؟

اکبر: انسان کے جنم سے بہت زیادہ عزم چاہتا ہے رانی............ اور میں بہت تھک گیا ہوں اور اکیلا ہوں .... شیخو .... کاش............ شیخو

مہارانی: (اکبر کا منہ تکتے ہوئے) شیخو؟

اکبر: اپنے اجداد سے مختلف نہ ہو............ تُو رانی............ مغل............

مہارانی: مغل کیا؟

اکبر: (آہستہ سے) لیکن ابھی کون جانتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ (کسی قدر بے تاب ہو کر) مغلوں میں کوئی خواب دیکھنے والا نہ تھا۔ انھیں اکبر مل گیا۔ اگر اکبر کے جانشینوں میں تیمور کی طوفانی روح، بابر کی حیرت انگیز معلومات اور ہمایوں کا آہنی استقلال ہُوا (آہستہ سے) لیکن ابھی کون جانتا ہے شیخو............ کڑک کر، ہا! زمین سر پٹخ پٹخ کر رہ جائے اور قرن اور صدیاں اس کے سینے سے مغل علَم کو نہ اکھاڑ سکیں۔

مہارانی: (مناسب جواب کی کوشش میں) شیخو آپ کا موزوں جانشین ہوگا۔

اکبر: (گرم ہو کر) اگر اس کا یقین ہو جاتا۔ تو میں اپنے دماغ کا آخری ذرہ تک خواب میں تبدیل کر دیتا۔ لیکن میری تمام امیدوں سے وہ اتنا بے اعتنا ہے، اتنا بے نیاز ہے کہ میں............ لیکن میرا سب کچھ وہی ہے میں نہیں کہہ سکتا مجھے کتنا عزیز ہے۔ کاش وہ میرے خوابوں کو سمجھے۔ ان پر ایمان لے آئے۔ اسے معلوم ہو جائے، اس کے فکر مند باپ نے اس کی ذات سے کیا کیا ارمان وابستہ کر رکھے ہیں۔ وہ اپنی موت کے بعد اس میں زندہ رہنے کا کتنا مشتاق ہے............ (سوچتے ہوئے) لیکن ابھی کیا معلوم!

مہارانی: ابھی بچہ ہی تو ہے۔

اکبر: (فہمائش آمیز متانت سے) ہماری محبت دیوانی نہیں کہ اس کا سن وسال بھول جائے اور ہم چاہتے ہیں تم بھی اسے یقین دلاؤ کہ فی الحال وہ ایک بے پروا نوجوان کے سوا اور کچھ نہیں۔

مہارانی: مگر وہ اپنے ہم عُمروں سے کچھ بہت مختلف تو نہیں ہے۔

اکبر: (کسی قدر برافروختہ ہو کر) یہ تم مجھ سے کہہ رہی ہو؟ اکبر سے؟ جو اس عمر میں ایک سلطنت کا بوجھ اپنے کم سن کندھوں پر اٹھا چکا تھا۔ جس نے دنیا کی بے باک نظروں کو جھکنا سکھا دیا تھا، جو اس عمر میں مفتوح ہند کو متحد کرنے کے دشوار مسائل میں منہمک تھا۔ ہاں جو اس عمر میں خواب تک دیکھتا تھا (اٹھ کھڑا ہوتا ہے) تم ماں ہو۔ صرف ماں (جانا چاہتا ہوں)

مہارانی: آپ بہت تھک چکے ہیں۔ ابھی آرام فرمائیے۔

اکبر: کوئی رقص لاؤ۔ کوئی موسیقی۔ نرم، نازک، خوش آیند (بیٹھ جاتا ہے) انارکلی کہاں ہے؟ اُس کو بلاؤ، وہ تھکے ہوئے دماغ کو ٹھنڈک پہنچانا جانتی ہے۔

مہارانی: انارکلی بیمار ہے مہاراج اور اس کی ماں چاہتی ہے۔ آپ کی اجازت ہو۔ تو اسے تھوڑے عرصے کو تبدیلِ آب وہوا کے لیے کسی دوسرے شہر بھیج دیا جائے۔

اکبر: (نیم دراز ہوتے ہوئے) حکیم نے اسے دیکھا؟

مہارانی: کچھ تشخیص نہ کر سکا لیکن خود انارکلی سمجھتی ہے آب وہوا کی تبدیلی اس کے لیے مفید ہوگی۔
اکبر: (بے پروائی سے) تم کو اعتراض نہیں تو اس کو اجازت ہے۔
مہارانی: لیکن حرم سرا کے جشن میں تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں۔ اور انارکلی کے بنا جشن سُونا رہ جائے گا۔
اکبر: (کروٹ لیتے ہوئے) پھر مت جانے دو۔
مہارانی: دباؤ ڈالنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔
اکبر: زبردستی کیوں ظاہر ہو۔ جشن تک اس کو علاج کے بہانے سے ٹھہرالیا جائے اور جشن میں شامل کرنے کے بعد رُخصت دے دی جائے۔
مہارانی: لیکن وہ جشن کا اہتمام کیسے کر سکے گی؟
اکبر: صرف رقص وسرود............ انتظام کسی دوسرے کے سپرد ہو۔
مہارانی: دِلارام!
اکبر: ہاں کہاں ہے وُہ۔ اس کو بلاؤ۔ اس کا گیت میرے دماغ کو تازگی بخشے گا (رانی تالی بجاتی ہے)
(ایک خواجہ سرا حاضر ہو کر دست بستہ کھڑا ہو جاتا ہے)
مہارانی: دِلارام!
(خواجہ سرا رُخصت ہو جاتا ہے)
جشن کے متعلق کوئی ہدایت؟
اکبر: (کسی قدر چو کر) میرا نورتن کو ہدایت دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔
مہارانی: جشن میں شطرنج کھیلیں گے آپ؟
اکبر: کون کھیلے گا ہم سے؟
مہارانی: میں سلیم سے کہوں گی۔
(دِلارام حاضر ہو کر مجرا بجالاتی ہے)
مہارانی: دِلارام! حرم سرا کے جشن کا اہتمام انارکلی کے بجائے تجھے کرنا ہوگا۔
دِلارام: بسرو چشم!
مہارانی: اور انارکلی صرف رقص وسرود ہی کے لیے شریک ہوگی۔
دلارام: بہت بہتر۔
مہارانی: تو جانتی ہے جشن کے لیے کیا کچھ کرنا ہوگا۔
دلارام: حضور میں پہلے کئی جشنوں کا اہتمام کر چکی ہوں۔
مہارانی: اور دیکھ مہابلی سلیم سے شطرنج کھیلیں گے۔
دِلارام: (کسی قدر چونک کر) صاحبِ عالم سے!
مہارانی: ہاں!
دلارام کے دماغ میں سلیم اور انارکلی کے خیالات اس قدر گھومتے ہیں کہ وہ سن کر کھوئی سی جاتی ہے............

جشن شیش محل میں ہوگا............اور روشنی............تُو سن رہی ہے؟

دِلارام: (چونک کر) صاحبِ عالم؟

(اکبر آنکھ کھول کر دلارام کی طرف دیکھتا ہے)

دِلارام: صاحبِ عالم علیل تھے مہارانی۔

اکبر: نہیں وُہ شریک ہوگا۔

مہارانی: سنا، جشن شیش محل میں ہوگا۔ اور روشنی............

اکبر: اب بس پہلے کوئی گیت۔ سیدھا سادا اور میٹھا۔ مگر آواز دھیمی اور نرم۔ گرم اور زخمی دماغ کو ایک ٹھنڈا مرہم چاہیے۔ رقص ہلکا پھلکا۔ گھنگروؤں کا شور نہ ہو۔ بہت چکر نہ ہوں۔ پاؤں آہستہ آہستہ زمین پر پڑیں جیسے پھول برس رہے ہوں، برف کے گالے زمین پر اُتر رہے ہوں۔ لیکن خمار نہ ہو، نیند نہ آئے۔ ہمیں پھر مصروف ہونا ہے۔

(دلارام رقص شروع کرتی ہے۔ مگر رقص کے دوران میں بھی وہ سوچ میں ہے اور ذہنی مصروفیت کے باعث اُس کے رقص میں نقص نظر آرہے ہیں)

اکبر: (اٹھ کھڑا ہوتا ہے) کچھ نہیں کسی کو نہیں آتا۔ کوئی نہیں جانتا............اور انارکلی علیل ہے۔

(اکبر اور پیچھے پیچھے مہارانی جاتی ہے)

دلارام: (جیسے سوچ میں سُن کھڑی رہ جاتی ہے) انارکلی ہوگی...... سلیم ہوگا۔ اور اکبر بھی...... کاش! اگر اکبر دیکھ سکتا...... کاش اگر میں اکبر کو اس کی آنکھوں سے دکھا سکتی...... آہ! پر یہ ضرور ہوگا اور جشن ہی کے روز...... دو تارے...... وہی دو تارے...... مگر ایک دہکتا اور جگمگاتا ہوا......اور دوسرا ٹوٹ کر بُجھا ہُوا......اور کون جانے!

آہستہ سے زمین پر بیٹھ جاتی ہے۔ اور سر جھکا کر ایک گہری سوچ میں کھو جاتی ہے۔

(انارکلی)

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

i- اکبر کو کنیزوں کا رقص تکلیف کیوں دے رہا تھا؟

ii- عظیم مغلیہ سلطنت کا خواب کس نے دیکھا؟

iii- اکبر شیخو کے بارے میں فکر مند کیوں تھا؟

iv- اکبر اپنے نورتنوں کو بے حقیقت کیوں سمجھتا تھا؟

v- حرم سرا کے جشن کا اہتمام انارکلی کے بجائے دلارام کے سپرد کیوں کیا گیا؟

2- درست بیان کے سامنے (✓) اور غلط بیان کے سامنے (×) کا نشان لگائیں:
i- ہماری کتاب میں شامل ''انارکلی'' مکمل ڈراما ہے۔
ii- ڈرامے کا زیادہ تر انحصار کردار نگاری پر ہوتا ہے۔
iii- اردو کا پہلا ڈراما ''اندر سبھا'' تھا۔
iv- مشہور کردار ''خوجی'' امتیاز علی تاج کی تخلیق ہے۔
v- امتیاز علی تاج کی شہرت کی وجہ ان کی افسانہ نگاری ہے

3- ''انارکلی'' کے شاملِ کتاب حصے کا خلاصہ لکھیں۔

4- امتیاز علی تاج پر مختصر سوانحی وتنقیدی نوٹ لکھیں۔

5- ''انارکلی'' اردو ادب کا شاہکار ڈراما ہے ـــــ وضاحت کریں۔

6- سبق کے حوالے سے مندرجہ ذیل جملوں کی وضاحت کریں:
i- ان کے رقص کے قدم میرے تھکے ہوئے دماغ کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔
ii- ابھی تک میری زندگی کا سب سے بڑا خواب ان دیکھا پڑا ہے اور میں اسے جنم دینے کا عزم اپنے میں نہیں پاتا۔
iii- کاش وہ میرے خوابوں کو سمجھے، ان پر ایمان لے آئے، اسے معلوم ہو جائے اس کے فکر مند باپ نے اس کی ذات سے کیا کیا ارمان وابستہ کر رکھے ہیں۔
iv- ہماری محبت دیوانی نہیں کہ اس کا سن وسال بھول جائے۔